## (۱۰)

### فرمودہ ۵ اگست ۱۹۲۲ء* بمقام قادیان

میں آج آپ لوگوں کے سامنے لمبا مضمون بیان کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا بلکہ مختصراً بعض باتیں بیان کرتا ہوں تاکہ خطبہ عید کی جو غرض ہے وہ پوری ہو۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تھا کہ آپؐ عید کے خطبوں میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح وتحمید بیان فرماتے اور قیامت کے متعلق صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے۔[1] عید کے خطبوں میں آپؐ کا مضمون زیادہ تر اس بات کے متعلق ہوتا تھا کہ بعث مابعدالموت کے متعلق توجہ ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ عید کا دن بھی بعث مابعدالموت کے ساتھ ملتا ہے۔ عید کے دن بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک قسم کا حشر ہوتا ہے۔ حشر کے معنے اکٹھا کرنے کے ہیں۔ چنانچہ عید کے دن بھی لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس دن جمع ہونے کے متعلق یہاں تک تاکید ہے۔ کہ حائضہ عورتیں بھی جمع ہوں۔[2] وہ نماز نہ پڑھیں مگر دوسروں کے ساتھ دعا میں شامل ہوں پس یہ وہ دن ہے کہ اس دن مسلمان خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب جمع ہوتے ہیں۔ ایسے اجتماعوں کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ زینت کرنی چاہیئے اور خوشبو لگانی چاہیئے۔[3] چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جمعہ کے دن، عید کے دن، حج کے ایام میں احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتے تھے۔[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجمع میں تزئین کرنی چاہیئے۔ اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ مجمع میں خوبصورت نظر آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم میں فطرت انسانی کی ترجمانی فرمائی ہے۔

لوگ میلے میں، جلسوں، شادیوں میں کیوں خوشبو لگاتے ہیں؟ اسی لئے کہ وہ اچھے نظر آئیں جب ان کی یہ خواہش ہوتی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کا منشاء یہ ہے کہ اس سے اس طرف توجہ ہو کہ قیامت کے دن جہاں اگلے پچھلے سب جمع ہوں گے خوبصورت نظر آنے کی کس قدر کوشش کی ضرورت ہے۔ آپ کا منشاء تھا کہ لوگ اس سفر اور اگلے جہان کے لئے تیاری کریں۔

---

*: یہ وہ مبارک ایام تھے جن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ روزانہ چار ساڑھے چار گھنٹے تک قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ چنانچہ عید کے دن بھی حضور نے باقاعدہ درس دیا۔ (الفضل ۱۰ اگست ۱۹۲۲ء)

پھر آپؐ اس عید کے خطبہ میں قربانی کے احکام بیان فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس عید کے احکام یہ ہیں کہ ہر ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی ہوسکتی ہے۔ اگر کسی میں وسعت ہو تو ہر ایک شخص بھی کرسکتا ہے۔ ورنہ ایک خاندان کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے[۵]۔ یہاں خاندان سے دور و نزدیک کے رشتے مراد نہیں۔ بلکہ خاندان کے معنے ایک شخص کے بیوی بچے ہیں۔ اگر کسی شخص کے لڑکے الگ الگ ہیں اور اپنا علیحدہ کماتے ہیں تو ان پر علیحدہ قربانی فرض ہے۔ اگر بیویاں آسودہ ہوں اور اپنے خاوندوں سے علیحدہ ان کے ذرائع آمد ہوں تو وہ علیحدہ قربانی کرسکتی ہیں۔ ورنہ ایک قربانی کافی ہے۔ بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے ہے اور گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شامل ہوسکتے ہیں[۶]۔ ائمہ کا خیال ہے کہ ایک گھر کے لئے ایک حصہ کافی ہے[۷]۔ اگر گھر کے سارے آدمی سات حصے ڈالیں تو وہ بھی ہوسکتا ہے۔ ورنہ ایک گھر کی طرف سے ایک حصہ بھی کافی ہے۔ اور اس طرح ہر ایک شخص کی طرف سے آج کے دن قربانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کئی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہ کوئی شخص قربانی سے محروم نہ رہ جائے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ غربار امت کی طرف سے ایک قربانی کر دیا کرتے تھے۔ اسی طریق کے مطابق میرا بھی قاعدہ ہے کہ اپنی جماعت کے غربار کی طرف سے ایک قربانی کر دیا کرتا ہوں۔

اس کے بعد یہ بات یاد رکھو کہ ہماری جماعت میں اس بات کی سستی ہے کہ نماز عید وقت پر پڑھیں۔ گو پہلے کے لحاظ سے آج ہم نے جلدی نماز پڑھی ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ عید اس وقت پڑھی جاتی تھی جبکہ آفتاب ایک نیزہ کی بلندی پر ہوتا تھا[۸]۔ اور رمضان کے بعد کی عید اس وقت پڑھی جاتی تھی۔ جبکہ آفتاب دو نیزے کی بلندی پر آجاتا تھا[۹]۔ لیکن ہم نے آج جس وقت عید کا خطبہ شروع کیا ہے چار نیزے کے برابر سورج بلند ہو چکا تھا حالانکہ ابھی ہم نے جلدی کی تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ بعض غلطیاں غلط فہمیوں کے باعث ہو جاتی ہیں۔ ایک دعوت میں میں نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے پانی پینے سے روکا تو اس نے کہا کہ حضرت صاحبؑ بھی بائیں ہاتھ سے پانی پیا کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت صاحبؑ کے ایسا کرنے کی ایک وجہ تھی اور وہ یہ کہ آپؑ بچپن میں گر گئے تھے۔ جس سے ہاتھ میں چوٹ آئی اور ہاتھ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ اس سے گلاس تو اٹھا سکتے تھے۔ مگر منہ تک نہ لے جا سکتے تھے۔ مگر سنت کی پابندی کے لئے آپؑ گو بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھاتے تھے مگر نیچے دائیں ہاتھ کا سہارا بھی دے لیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں عید کی نماز کے لئے دیر ہو جایا کرتی تھی اور اس میں ایک حکمت تھی اور وہ یہ کہ باہر کی

---

۱۰۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد ۱ صفحہ ۶۱۶

جماعتیں تھوڑی تھیں۔ احباب بیرون جات سے یہیں آتے تھے۔ اس لئے ریل کے وقت کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ ریل تو کسی کے اختیار میں نہیں تھی۔ اور نو یا ساڑھے نو بجے بٹالہ میں ریل سے اتر کر یہاں پہنچ جاتے تھے اور اس صورت میں انتظار جائز ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو زوال تک بھی انتظار ہو سکتا ہے۔ لیکن اب یہ حالت نہیں۔ ہر جگہ ہماری جماعتیں کافی تعداد میں ہو گئی ہیں اس طرح انتظار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اب اگر ہوگا تو محض سستی سے ایسا کیا جائے گا۔ چونکہ احیاء سنت ہمارا فرض ہے اس لئے عید کی نمازیں مطابق سنت ہونی چاہئیں۔ اور اس عید میں جلدی کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ لوگوں نے قربانی کرنی ہوتی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھانا کھاتے تھے[۹]۔ اب اگر اس وقت نماز پڑھی جائیگی تو قربانی کا گوشت کھانے کے وقت تک تیار نہیں ہو سکتا۔

قربانی کے جانور کے لیئے یہ شرط ہے کہ بکرے وغیرہ دو سال کے ہوں۔ دُنبہ اس سے چھوٹا بھی قربانی میں دیا جا سکتا ہے۔ قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ لنگڑا نہ ہو۔ بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا نہ ہو یعنی سینگ بالکل ہی ٹوٹ نہ گیا ہو۔ اگر خول اوپر سے اتر گیا ہو اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہو سکتا ہے۔ کان کٹا نہ ہو لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو تو جائز ہے[۱۰]۔

قربانی آج اور کل اور پرسوں کے دن ہو سکتی ہے[۱۱]۔ لیکن اگر سفر ہو یا کوئی اور مشکل ہو تو حضرت صاحبؑ کا بھی اور بعض اور بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ اس سارے مہینہ میں قربانی ہو سکتی ہے[۱۲]۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ ان دنوں میں تیسرے دن تک تکبیر تحمید کیا کرتے تھے[۱۳] اور اس کے مختلف کلمات ہیں۔ اصل غرض تکبیر و تحمید ہے خواہ کسی طرح ہو۔ اور اس کے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسری سے ملتی تھیں تو تکبیریں کہتی تھیں مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ اُٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے کام میں لگتے تو تکبیر کہتے[۱۴]۔ لیکن ہمارے ملک میں جو یہ رائج ہے کہ محض نماز کے بعد کہتے ہیں اس خاص صورت میں کوئی ثابت نہیں اور یہ غلط رائج ہو گیا ہے باقی یہ کہ تکبیر کس طرح ہو یہ بات انسان کی اپنی حالت پر منحصر ہے جس کا دل زور سے تکبیر کہنے کو چاہے وہ زور سے کہے جس کا آہستہ وہ آہستہ مگر آواز نکلنی چاہیئے۔

قربانیوں کے گوشت کے متعلق یہ ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ خود کھائیں۔ دوستوں کو دیں چاہے تو سکھا بھی لیں[۱۵]۔ امیر غریبوں کو دیں۔ غریب امیروں کو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے لیکن محض امیروں کو دینا اسلام کو قطع کرنا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا اسلام میں درست نہیں۔ امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ اور

مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ امیر غریبوں کو دیں اور غریب امیروں کو تا کہ محبت بڑھے۔ بس یہی چند نصائح ہیں جو میں کرنی چاہتا ہوں۔

(الفضل ۷ ؍اگست ۱۹۲۲ء صفحہ ۳-۴)

---

۱؎ ۔ سنن نسائی کتاب صلوٰۃ العیدین باب قیام الامام متوکئاً علی انسان۔ نیل الاوطار ۱۸۱/۳

۲؎ ۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب اذا لم یکن لھا جلباب فی العید

۳؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الطیب للجمعۃ۔ نیل الاوطار ۱۲۵/۳

۴؎ ۔ سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام

۵؎ ۔ جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب ما جاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت۔

۶؎ ۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب الاشتراک فی الھدی واجزاء البقرہ والبدنۃ کل منھما عن سبعۃ۔

۷؎ ۔ سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی ھدی البقر۔ نیل الاوطار ۱۰۹/۵ مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ

۸؎،۹؎ ۔ نیل الاوطار ۱۲۷/۳ ۔ فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ ۴۹ مطبوعہ مارچ ۱۹۲۴ء

۱۰؎ ۔ السنن الکبریٰ امام بیہقی ۲۸۳/۳

۱۱؎ ۔ جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب مایکرہ من الاضاحی

۱۲؎ ۔ مشکوٰۃ المصابیح باب فی الاضحیۃ۔ نیل الاوطار ۱۲۵/۵ مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ

۱۳؎ ۔ مشکوٰۃ المصابیح باب فی الاضحیۃ۔ نیل الاوطار ۱۲۵/۵ مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ

۱۴؎ ۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق۔ السنن الکبریٰ امام بیہقی ۳۱۳/۳

تکبیر و تحمید کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

۱۵؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایؤکل من لحوم الاضاحی ومایتزود۔